# نبوی نظام امور خارجہ
# تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر علوینا افسر
ریسرچ اسکالر جامعہ کراچی

**Abstract**

**KALIPHET SYSTEM OF EXTERRAS IN THE LIGHT OF SUNNAH**

**In the thesis ※ it has been indicated about exterior, affairs, embassy and consolate. greetings and honour in the age of the Holy Prophet, it can be helped by the modern form action system of the exterior affairs of Pakistan.**

سرکارِ دو عالم، فخرِ موجودات، سرورِ کونین، ختم الرُسُل حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات پاک ہر مسلمان کیلئے اسوہ حسنہ اور عملی نمونہ ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیات انسانی کے ہر شعبے اور ہر گوشے میں مکمل ہدایات اور مثالی اعمال کے ذریعے ہمیں، سیدھا، سچا، صاف اور روشن راستہ دکھایا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں آخری پیغمبر کی حیثیت سے تمام علمی و عملی کمالات کے جامع اور انسان کامل کا ایک بہترین نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ اس کے بعد راہنمائی کیلئے کسی جانب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ اگر دنیا اس حکیمانہ نمونہ فکر و عقل کو اپنا لے تو جس اضطراب اور انتشار میں وہ آج پھنسی ہوئی ہے اس میں مبتلا نہ ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے حاکم اور سربراہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوق کو خالق کا بندہ بنانے میں ایک منفرد مثال قائم فرمائی۔ اسی طرح خدا کے بندوں کو باہم جوڑنے، ان کے آپس کے معاملات، منصفانہ بنیادوں پر استوار کرنے پاکیزہ معاشرہ قائم کرنے اور مستحکم نظام دنیا کو بخشنے میں جو کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ ایک امیر یا ایک سربراہِ ملت کی حیثیت سے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے روشنی کا ایک مینار ہے۔ بلکہ ساری انسانیت کے لئے ''آئیڈیل'' ہیں

تاریخ شاہد ہے اور حال بھی ایسی مثالوں سے خالی نہیں کہ بادشاہ اور مطلق العنان اور اپنی حکومت و جبروت کا سکہ جمانے اور اپنی ہیبت دلوں میں بھٹانے کیلئے طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں کہ ان کے سامنے آ کر اچھے اچھے سر غنے کانپنے لگتے ہیں۔ اپنا رعب جمانے کیلئے یہ بادشاہ اور حکمراں اپنے اردگرد وہ اسباب اور وہ احوال پیدا کرتے ہیں کہ جن سے دیکھنے والے پر لرزہ طاری ہو جائے۔ لیکن ہمارے سرکارِ دو عالم ﷺ ان تمام ظالم لوازم اور اسباب سے بے نیاز تھے۔ [1]

سفارت کے لغوی معنیٰ ''سفر'' اختیار کرنا ہے لیکن اصطلاحی لحاظ سے سفارت وہ عہد جلیلہ ہے جس کے ذریعے کوئی شخص اپنے ملک کے نمائندہ و نائب کی حیثیت سے مقررہ فرائض کو نہایت خوش اسلوبی، ایمانداری، دوراندیشی، ذہانت و فطانت، جذبہ حب الوطنی، ایثار اور اعلیٰ حکمت عملی سے سر انجام دیتا ہے۔ ''سفیر'' Ambassador کا کام اپنے ملکی تقاضوں کو مدنظر رکھ کو تنازعات بین المملکتوں کا حل ڈھونڈنا، معاملات پر غور وخوض کے بعد امن و آشتی کی راہیں تلاش کرنا بھی ہے اسی لئے سفیر Ambassador کی تعریف مختصر و جامع الفاظ میں یوں کی گئی۔ ''ھو رسول المصلح بین القوم''

## سفارت عہد قدیم میں:

سفارت کا عہدہ ایام قدیمہ سے چلا آرہا ہے۔ یعنی جب سے تہذیب و ثقافت اور ریاستی امور و قوانین وضع کئے گئے ہیں اس عہدہ کا علم قصرِ سیاسیات پر پوری آب وتاب سے لہرا رہا ہے۔ یونانی، رومی، ایرانی اور چینی سیاسیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے یہاں ''عہدہ سفارت'' موجود تھا۔ زمانی جاہلیت میں جب عرب معاشرتی لحاظ سے مختلف گروہوں، جماعتوں اور قبیلوں میں منقسم رہے اور ان میں صدیوں پرانی روایتیں اور دشمنیاں چلی آرہی تھیں۔ تب بھی وہ اصلاحِ احوال اور حلِ تنازعات کیلئے سفارت پر یقین رکھتے تھے اور اپنے قبیلے سے سفارت کیلئے اس شخص کا انتخاب کرتے جو طاقتِ انسان و فصاحت و بلاغت ہمت و جرات، تہور و شجاعت اور معاملہ فہمی میں یکتائے روزگار ہوتے تھے۔

## وزارت خارجہ کی تشکیل

اسلامی حکومت دنیا میں عالمگیر امن کی ذمہ دار ہے۔ امور خارجہ اس ذمہ داری کی تکمیل پر مامور ہے۔ یہ وزارت درحقیقت امورِ امن و نظم کا ایک شعبہ ہے جس نے مستقل اہمیت حاصل کر لی ہے۔ امورِ خارجہ بیرونی طاقتوں کو باضابطہ امن و سلامتی کا پیغام بھیجتا ہے۔ سفارتی تعلقات اور یادداشتوں کا تبادلہ کرتا ہے اور دنیا میں امن وامان کے مقصد کو بروئے کار رلانے کیلئے معاہدہ طے کرتا ہے اور اپنے

سفراء روانہ کرتا ہے اور دوسری حکومتوں کے سفراء کو امامتِ عظمٰی کے سامنے پیش کرتا ہے۔زمانہ حال کے دفاترِ خارجہ قومی مفاد کی نگہداشت کرتے ہیں۔اسلامی حکومت کے امورِ خارجہ انسان کے ہمہ گیر فائدہ کیلئے وجود میں آتا ہے اور تمام دنیا کو اپنے حلقہ اثر میں سمجھتا ہے۔سفراء کا تقرر امانِ عظمٰی کے حکم سے ہوتا ہے حکم کی تعمیل کرنا امورِ خارجہ کا کام ہے۔

**وزیر خارجہ:** وہ ہستی جس کو امام دنیا میں قیام امن کا امور سپرد کرتا ہے اور اس سلسلے میں اپنے سیاسی اختیارات اس کے حوالے کر دیتا ہے۔

**دفتر خارجہ:** دفتر خارجہ وزیر خارجہ کے ماتحت ہے اس کی تشکیل زمانہ کی ضرورت، امانت، عظمٰی کے عزم اور امت کے مفاد عامہ پر منحصر ہے۔

**سفراء مملکت:** سیاسی نمائندے امور خاجہ کے تعلقات کا وہ اہم عنصر جو دوسری قوتوں کے سامنے اسلامی حکومت کی نمائندگی کرتا ہے اور ریاست عامہ کی طرف سے سفارت کے فرائض انجام دیتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں اس منصب پر متعدد اصحاب کا تقرر ہوا۔ بارہا داخلی امن کے مقصد کو تقویت دینے کیلئے سفارشیں بھیجی گئیں اور متعدد مرتبہ عالمگیر امن کے لئے سفراء کا تقرر ہوا۔ دوسری طاقتوں اور حکومتوں کے نمائندے جو امامت عظمٰی کے دربار میں حاضر ہو کر نمائندگی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔عہد نبوی ﷺ میں دوسری حکومتوں کی سفارتیں اور سفراء اس قسم کی نمائندگی کر چکی ہے۔[۲]

**امور خارجہ کے سیاسی اصول:**

قرآن مجید اسلامی ریاست و نظام حیات کی مکمل راہنمائی کے ساتھ دوسری ریاستوں، حکومتوں اور غیر مسلم لوگوں کے ساتھ معاملات و تعلقات کی پالیسی کی بھی وضاحت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کی رو سے:۔

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (A.۲)

جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں، تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو۔
بیشک اللہ متقی لوگوں کو پسند کرتا ہے۔
یعنی عہد و پیمان کا احترام کیا جائے۔

اگر کسی دوسری ریاست یا حکومت سے کیا گیا کوئی معاہدہ توڑنا اگزیر ہو جائے تو دوسرے

فریق کو خبردار کرنا چاہیے۔ تا کہ وہ اپنے طور پر معاہدہ کے خاتمہ سے باخبر رہے سورۃ انفال میں ہے کہ:

وَاِنِ اسۡتَنۡصَرُوۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ فَعَلَيۡكُمُ النَّصۡرُ اِلَّا عَلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ ؕ (B-۲)

اور اگر دشمن کے علاقے کے مسلمان تم سے مدد مانگیں تو مدد کرنا تمھارا فرض ہے۔

مگر یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں دی جاسکتی جس سے تمھارا معاہدہ ہو۔

وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا اَيۡمَانَكُمۡ دَخَلًاۢ بَيۡنَكُمۡ (C-۲)

اور اپنی قسموں کی اپنے درمیان مکروفریب کا ذریعہ نہ بنالو۔

خالجہ تعلقات میں راست بازی اور دیانت کی فروغ دیا جائے بلکہ صاف اور ایمانداری پر مشتمل طرز عمل اختیار کیا جائے۔

وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ؗ (D-۲)

اور گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو کہ یہی خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

خارجہ پالیسی میں بین الاقوامی عدل ق انصاف کے اصول کو ترقی دی جائے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۞ اِلَّا الَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ اِلٰى قَوۡمٍۢ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ مِّيۡثَاقٌ ۔(E-۲)

اور اگر وہ یعنی دشمنوں سے ملے ہوئے منافق مسلمان نہ مانیں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤں قتل کردو سوائے ان کے جو ایسی قوم سے جاملیں جس کے ساتھ تمھارا معاہدہ ہو۔

یعنی دوران جنگ غیر جانبداری کا پورا احترام کیا جائے اور غیر جانبداروں کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ سورۃ انفال میں اللہ نے فرمایا:

"وان بنجو االمسلم فاجنح لہا (F-۲)

اور اگر صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی مائل ہو جاؤ۔

یعنی خارجہ پالیسی میں صلح پسندی کو فروغ دیا جائے۔

سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ (G-۲)

وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کیلئے مخصوص کریں گے جو زمین میں اپنی برتری نہیں چاہتے نیک انجام پرہیزگار لوگوں کیلئے ہے۔

سورۃ الممتحنہ میں ہے کہ:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۸﴾ (H-۲)

اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی، اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

یعنی ایسی طاقتوں سے دوستانہ برتاؤں کیا جائے۔ جنہوں نے نہ تو مسلمان کے ساتھ زیادتی کی ہو اور نہ اسلامی ریاست سے جنگ کرنے کے خواہشمند ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن میں فرمایا کہ:

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ (I-۲)

کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے؟

یعنی نیک معاملہ کرنے کے ساتھ نیک عمل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفجر میں فرمایا کہ:

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ (J-۲)

چنانچہ اگر کوئی شخص تم پر کوئی زیادہ کرے تو تم بھی ویسی ہی زیادتی اس پر کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ انہی کا ساتھی ہے جو اس کا خوف دل میں رکھتے ہیں۔ ۳

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امور خارجہ:

ساری دنیا نے مسلمانوں پر یہ اعتراض کیا ہے کہ مسلمان جن ملکوں میں فاتحانہ شان سے پہنچے۔

وہاں کے لوگوں کی جان و مال اور مذہب ہمیشہ خطرہ میں رہا اور انھوں نے اپنی حکومتوں میں غیر مسلموں کو عہدے نہیں دیئے۔ لباس، سلام ودعا اور رہنے سہنے میں مسلم وغیر مسلم کا امتیاز رکھا یہ اور اسی قسم کے بہت سے اعتراض مسلمانوں پر کئے جاتے ہیں۔

جبکہ تاریخ بھی شاہد ہے کہ مسلمانوں نے خود کبھی کسی ملک ہر حملہ نہیں کیا، کبھی کسی دوسری قوم سے اپنی طرف سے لڑائی نہیں چھیڑی۔ لیکن جب دوسروں نے ان کی تباہی و بربادی کی فکر کی تو انھوں نے اپنے بچاؤں کیلئے جنگ کی اور اسطرح سے جن جن ملکوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا وہاں کے لوگوں کے ساتھ انھوں نے وہی برتاؤں کیا جس کا حکم انہیں اسلام نے ان کو دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مختلف قوموں سے معاہدے کئے ہیں اور آپ ﷺ کے یہ سنہری الفاظ اب تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ ایک عہد نامہ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ نے فاتح اور غالب ہونے کے باوجود شریفانہ عہد نامہ ان قوموں کو لکھوایا جو اسلام کی امان اور حفاظت میں داخل ہو رہی تھیں، تقریباً اسی قسم کا معاہدہ ایک قوم سے نہیں بلکہ متعدد قوموں سے آپ ﷺ نے کیا ہے۔

عہد نامہ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

۱) دشمن سے مخالفت کی جائے گی۔
۲) حفاظت کا ٹیکس ادا کرنے کیلئے خود ان کو ٹیکس وصول کرنے والے کے پاس جانا پڑے گا
۳) مذہب سے ان کو برگشتہ کیا جائے گا۔
۴) ان کی جان محفوظ رہے گی۔
۵) مال محفوظ رہے گا۔
۶) قافلہ اور تجارت محفوظ رہے گا۔
۷) اراضی (زمین) محفوظ رہے گی۔
۸) پادری اور گرجوں کے مجاور وغیرہ اپنے معاہدے سے برطرف نہیں کئے جائیں گے۔
۹) ان کے قبضے میں جو چیزیں ہیں وہ انہیں کے قبضہ میں رہے گی۔
۱۰) صلیبوں اور مورتیوں کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔
۱۱) عشر، یہ ایک خاص ٹیکس ہے جو مسلمانوں کو دینا پڑتا ہے نہیں لیا جائے گا۔
۱۲) ان کے ملک میں فوج نہیں بھیجی جائے گی
۱۳) عقیدے اور مذہب کو تبدیل نہیں کرایا جائے گا۔
۱۴) وہ حقوق جو پہلے سے چلے آرہے ہیں بحال رہیں گے۔

(۱۵) جو لوگ اس وقت غیر موجود ہیں ان کے لئے بھی یہی شرائط ہیں۔

یہ وہ عہد نامہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے مختلف وقتوں میں عیسائی قوموں کو لکھ کر دیا۔

مسلمانوں کا داخلہ ہندوستان میں ہوا ہے تو ہندوستان کا وہ حصہ جو سندھ کے نام سے مشہور ہے۔ جو آج باب السلام، پاکستان کہلاتا ہے۔ مسلمانوں کا ہیڈکوارٹر تھا۔ محمد بن قاسم وہ پہلا شخص ہے۔ جس نے حکومت اسلامی کا جھنڈا ہندوستان کی سرزمین پر لہرایا۔ یہ اپنی حکومت کی طرف سے سندھ کا گورنر تھا اور فوج کا سپہ سالار بھی۔ سندھ کو فتح کر لینے کے بعد وہاں کے برہمنوں کو ان کی عبادت گاہوں سے متعلق اختیارات کو ایک معاہدہ کی شکل میں لکھ کر برہمنوں کے حوالے کر دیا تھا وہ اختیارات یہ ہیں:

۱) جس طرح پہلے عبادت کرتے تھے اسی طرح کرتے رہو۔

۲) اپنے قدیم مراسم کو پہلے کی طرح بجالاؤ۔

۳) برہمنوں کو جو صدقات پہلے دیئے جاتے تھے اسی طرح دیئے جائیں۔

غرض یہ کہ ہر قوم اور مذہب کے ساتھ مسلمانوں کا مصلحانہ اور روادانہ رویہ رہا مسلمانوں نے فاتح ہونے کے باوجود مفتوح قوموں کے ساتھ دوستانہ برتاؤں کیا کبھی فاتح اور مفتوح کا فرق نہیں پیدا ہونے دیا۔ حکومت کی طرف سے قانون جس طرح ایک غیر مسلم پر جاری ہوتا ہے اور اسی طرح ایک مسلمان پر بھی جو ٹیکس مسلمانوں پر تھے تقریباً وہی غیر مسلم پر بھی مسلمانوں نے کبھی غیر مسلموں سے کوئی ایسا ٹیکس وصول نہیں کیا جو ناجائز کہا جاسکتا ہو اور یہ تمام آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا ہی اثر تھا۔ [۴]

مشورہ ایک سربراہ ملک کیلئے مفید ہی نہیں لازمی بھی ہے حضور ﷺ نے نہ صرف مشورے کا حکم دیا ہے بلکہ اس پر عمل بھی فرماتے تھے۔ خصوصاً اجتماعی معاملات مشورے کے بغیر کبھی طے نہ فرماتے۔

خطیب بغدادی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ آپ کے بعد کوئی معاملہ ایسا پیش آجائے جس کے متعلق نہ قرآن میں کچھ اترا ہو اور نہ آپ ﷺ سے کوئی بات سنی گئی'' ہو تو ہم کیا کریں:۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے عبادت گزار اور اطاعت شعار لوگوں کو جمع کرو اور اس معاملے کو مشورے کیلئے سامنے رکھ کر کسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ نہیں کرو۔''

خود حضور ﷺ کا بھی یہی تھا کہ ''وشاورھم فی الامر'' کی پوری طرح تعمیل فرماتے۔ اور صحابہ کرامؓ کے مشورے سے امور ملت وحکومت فیصلہ فرماتے۔

حضور ﷺ اس امر کا بھی لحاظ فرماتے تھے کہ جن لوگوں کو مسلمانوں کے معاملات اور انتظام

کی بھاگ دوڑ سونپی جائے اور وہ اپنے اخلاق اور اہلیت کے علاوہ عوام الناس کے اعتماد کے بھی اہل ہوں اور لوگ ان کو پسند کرتے ہوں دوسرے الفاظ میں عوامی مقبولیت بھی پیش نظر رہتی تھی۔

حضورﷺ کا ارشار ہے کہ: تمھارے بہترین امام اور قائد وہ ہیں جن کو تم چاہتے ہو اور وہ تم کو چاہتے ہوں۔تم ان کو دعائیں دیتے ہو اور وہ تم کو دعائیں دیتے ہیں۔اور تم میں بدترین رہنما وہ ہیں جن کو تم نہ پسند کرتے ہوں اور وہ تم کو نا پسند کرتے ہوں اور وہ تم پر لعنت بھیجتے ہوں اور تم ان پر لعنت بھیجتے ہو۔

اسلام نے قیام امن کے معاہدات کیلئے ہر ذلت کو عزت گردانہ ہے صرف تبلیغ حق کا دروازہ کھلا رکھنے کی شرائط لگائی ہے۔

صلح حدیبیہ قیام امن کا معاہدہ تھا بہت گر گر اور حقیر ہو کر کیا گیا لیکن کس قدر جلیل القدر نتائج پیدا ہوئے۔اسی طرح قیام پاکستان بھی صلح حدیبہ کی مثال ہے۔نہایت کمزور اور حقیر شرائط پر قیام امن کی خاطر اللہ کا نام لینے کیلئے مدینہ کے مسلمان جس طرح مکہ میں مظلوم مسلمانوں کو چھوڑ کر صلح حدیبہ کے عہد نامے پر عمل پیرا تھے اسی طرح ہندوستان میں ساڑھے چار کروڑ مسلمان چھوڑ کر پاکستان وجود میں آیا۔اگر مسلمانوں کے اعمال اچھے ہوں گے خدا ویسی ہی تقدیر بنانے پر قادر ہے جیسی کہ رسول اللہ ﷺ کے وقت بنائی گئی تھی۔

معاہدات کا احترام اسلام کی جان ہے۔"یا ایھا الذین امنو اوفو بالعقود (المائدہ) ترجمہ: "اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اپنے عہد کو پورا کرو"۔مسلمانوں کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ معاہدات کو توڑ دیں۔اگر دوسرا توڑنے تو فوری انتباہ ضروری ہے کہ معاہدہ ٹوٹ گیا اور پابندی ختم ہوئی۔

ہوسکتا ہے کہ امور خارجہ کی پالیسی اور دیگر دفاعی معاہدات یا امن عامہ کی تدابیر ایک ایسا اشتراک پیدا کردے جو بجائے خود ارادہ رکھتا ہو اور وہ ادرہ صاحب اختیار ہو ایسا اشتراک اسلام نے جائز قرار دیا ہے۔جمہور ہیت العظمی نہ تو ایسے ادارے کے منافی ہے اور نہ ہی اس کے قائم مقام ہے یعنی جمہوریت العظمی (United Nation Organization)(U.N.O) جو امن عامہ اور انسانی مساوات کا محافظ ہو تو جمہوریۃ العظمی ایسی اسکیم کو تکمیل دینے کی ہر ممکن کوشش کرے۔

پہلی اسلامی مملکت عہد نبوی ﷺ میں قائم ہوئی اسکی خارجہ سیاست کے اصول تھے کہ وہ غیر ممالک کے باشندوں کا دل جیتنا ہے۔اولاً قرآن مجید میں سرکاری موازنے کیلئے خرچ کی جو مدات مقرر کئے گئے ہیں ان میں عام محتاجوں مسکینوں وغیرہ کے ساتھ ایک اہم مد مولفۃ قلوبھم دی گئی ہے کہ دلوں کو موہ لینے کیلئے خرچ کیا جانا چاہیے۔

## مولفۃ القلوب کی چار قسمیں:

ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کے دل مسلمانوں کو مدد دینے کیلئے موہ لئے جاتے ہیں ایک قسم ان کی ہے جن کی تالیف قلبی اسلئے کرنی چاہئے کہ وہ مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جن کو اسلام قبول کرنے کیلئے ترغیب دی جاتی ہو۔

ایک قسم ان کی ہے جن کی تالیف قلبی ہے ان کی قوم اور خاندان والوں کو اسلام لانے کی ترغیب ہوتی ہے۔

چنانچہ یہی چیز جائز ہے کہ ان اقسام میں سے ہر ایک کو مولفۃ القلوب کی مد سے حصہ دیا جانا چاہیے وہ مسلمان ہو یا مشرک۔

ہر زمانے میں اور ہر ملک میں متمدن سلطنت کو اس کی ضرورت رہتی ہے کہ

۱) دشمن کو دوست اور مددگار بنانے کیلئے
۲) یا کم از کم غیر جانبدار ہو جانے کیلئے
۳) اور دوستوں کو نظام دے کر مزید اور عظیم تر کارگذاری پر آمادہ کرنے کیلئے۔
۴) دیگر دوستوں کو ترغیب وتشویق دلانے کیلئے۔
۵) فیصلہ نہ کرسکنے والے لوگوں کو تائید میں مستحکم کرنے کے لئے۔
۶) یا مماثل مصالح ہوسکتی ہے۔ ۵

## اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی:

کسی مقصد کی خارجہ پالیسی سے مراد ان بنیادی اصولوں سے ہوتی ہے جو وہ دوسری ریاستوں وقوموں سے تعلقات کے سلسلہ میں اپناتی ہے اور ہر ریاست اپنے قومی مقاصد کی تکمیل کیلئے ہمہ وقت برسرِ عمل رہتی ہے۔

قوموں ور ریاستوں کے درمیان تعلقات میں برسرعمل عوامل یوں تو بے شمار ہوتے ہیں اور وقت وحالات کے تحت ایسی مسائل میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے کو باہمی تعلقات میں دوستی وعداوت کا باعث بنتے ہیں۔ لیکن غیر اسلامی تصور کے تحت ایک وسیع مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خارجہ پالیسی کی پانچ بنیادیں ہوتی ہیں۔

۱) جماعتی، ۲) معاشی، ۳) قومی، ۴) طبقاتی، ۵) نسلی،

یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں اگر ان بنیادوں پر دو ریاستوں کے درمیان وتعاون کا رشتہ قائم ہو

ورنہ تو یہی رشتہ آہستہ آہستہ جنگ و جدول کا باعث بن جاتا ہے۔ چونکہ ان بنیادوں میں اخلاقی اصول منعقد ہوتے ہیں اسلئے عدل و انصاف کی فضاء برقرار رہنا تو کجا اس کی فروغ ہی نہیں حاصل ہوتا۔

جب مسلمان ایک الہامی نظام حیات لیکر اسکی ترویج و تبلیغ کیلئے اٹھتے ہیں تو ان کی مخاطب کرۂ عرض پر پھیلی ہر قوم، ہر ریاست، ہر نسل اور ہر رنگ کے لوگ ہوتے ہیں، ان لوگوں کے دعوت اسلام سے پہلے سے بھی بہرحال کچھ عقائد ہوتے ہیں۔ جنہیں نہ صرف یہ کہ وہ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتے بلکہ ان کی حفاظت کیلئے ہرطرح کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں میں مختلف قسم کے معاشی، معاشرتی اور سماجی حالات ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہاں کے قائدین اپنے مفادات کے پیش نظر دعوت اسلام کی تحریک کو پھیلنے سے روکنے کی مناسب تدابیر کرتے ہیں چنانچہ اسلامی ریاست کے غیر مسلم ریاستوں سے تعلقات کا تعین حالات و رویہ کرتا ہے۔

غیر مسلم ریاستوں سے تعلقات کے سلسلے میں یہ اصول اپنایا جاتا ہے کہ اگر کوئی غیر اسلامی ریاست اس نظامات کی تبلیغ و ترویج میں حائل نہیں ہوتی اور وہ اسے عام طبقہ تک پہنچانے کے سلسلے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں بنتی تو اسلامی ریاست اگرچہ اس سے تعلقات میں تعاون کے اصول پر عمل پیرا نہں ہوسکتی تاہم ان دونوں کے درمیان غیر عداوتی تعلقات ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تجارتی اور دوسرے معاہدے بھی کئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ بعض مسلمان ماہرین قانون کے خیال میں ان ریاستوں سے بہتر تعلقات قائم ہونے سے اسلام کی تبلیغ میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور ہم لوگ ہی نہیں قائدین اور حکمراں بھی اسلامی اصولوں اور مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہوتے ہیں۔

اسلام دین کے معاملے میں جبر کے خلاف ہے اور اشاعت اسلام کا سب سے پہلا اصول یہ متعین کرتا ہے کہ لوگوں کے قلب و ذہن کو بدلا جائے۔ اس لئے اسلامی ریاست ایسی صورت حال کو زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ جب سکون ہو، امن ہو اور لوگ پرسکون ماحول میں آزادی، اطمینان اور تعصب سے پاک ہوکر دعوت پر غور وفکر کرسکیں۔ قرآن مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسے تمام لوگ اور قومیں جو ان سے دشمنی نہیں کرتیں اور صلح اور انصاف پسندی کا مظاہرہ کرتی ہیں ان کے ساتھ رواداری برتی جائے اور بہتر سلوک کیا جائے۔ اسلئے ایسے تمام غیر مسلم عوام اور ریاستیں جو اسلامی ریاست سے غیر عداوتی تعلقات رکھنا چاہتی ہے ان سے انہی بنیادوں پر معاملات کئے جاتے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں وہ تمام قومیں یا غیر مسلم ریاستیں جو اشاعت اسلام کی راہ میں حائل ہونے کی کوشیش کریں۔ دعوت اسلام اور اسلامی نظام حیات کو اپنے عوام تک پہنچنے سے روکنے کیلئے طاقت وقوت کا استعمال کریں۔ خواہ اس کی صورت اسلام قبول کرنے والے اپنے ہی عوام پر ظلم وستم ڈھاتا ہو یا اسلامی ریاست کے خلاف

جارحیت کا ارتکاب کیا جائے۔ اسلامی ریاست ان سے عداوتی تعلقات رکھنے پر مجبور ہوتی ہے اور ان تمام غیر مسلم ریاستوں کے خلاف ہتیار اٹھانے کی پابند ہوتی ہے جو قوت و طاقت کے ذریعہ اسلامی نظام حیات کو مٹانے کی کوشش کرتی ہے اسلام ایسے جابروں و ظالموں کے خلاف ''جہاد'' کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام پورے نظام حیات کی تعمیر اخلاقی اصولوں پر کرتا ہے اور اسلامی شریعت کی رو سے خارجہ پالیسی کے مندرجہ ذیل اصولوں پر ہر حالت میں عمل کیا جانا چاہیے۔

۱) اسلام چونکہ بین الاقوامی عدل کا مبلغ ہے۔ حقوق افراد کے ہوں یا قوم و ریاست کے۔ انکا تحفظ اجتمائی زندگی کا مقصد اولین ہونا چاہئے اور کسی ریاست یا قوم کو یہ حق نہیں ہونا چاہئے کہ وہ محض اپنے مفادات کے خاطر ساری انسانیت پر ظلم و ستم ڈھائے اور ناانصافی کی فضا پیدا کر کے بنی نو انسان کو تباہی کی طرف لے جائے۔ اسلامی ریاست خارجہ پالیسی میں بین الاقوامی عدل و انصاف کے اصول پر عمل کرتی ہے۔

۲) اسلام باہمی تعلقات میں صلح پسندی کے فروغ کا حکم دیتا ہے۔ اسلئے بین الاقوامی زندگی میں قوموں اور ریاستوں کے مفادات کے فطری ٹکراؤ سے پیدا ہونے والے نزاعات کا تصفیہ کرنے کیلئے من مانی کرنے یا بے جا قوت کے استعمال سے جارحانہ حل تلاش کرنے کی کوشش کی مخالفت کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ پر امن ذرائع کو ہر ممکن حد تک اپنایا جائے اسی طرح تنازعات کے حل یا جنگ کے دوران اگر ایک فریق صلح کی طرف مائل ہو جائے تو اسلام حکم دیتا ہے کہ دوسرا فریق بھی صلح پسندی کے اصول کو اپنائے محض قوت کے استعمال سے کمزور کو دبانا یا انسانیت کا قتل عام کرنا بدترین قسم کا بین الاقوامی جرم ہے۔

۳) اسلام خارجہ پالیسی کا تیسرا اصول یہ بتاتا ہے کہ بین الاقوامی برادری میں وہ قومیں یا ریاستیں جو صلح جو اور انصاف پسند ہوں اور نیک معاملات کی حوصلہ افزائی کرتی ہوں ان کے ساتھ برتاؤں بھی اسی طرح کیا جانا چاہئے ان کی صلح جوئی، انصاف پسندی اور نیک طرز عمل ترقی کرتا رہے۔

۴) اسلام باہمی معاملات میں دیانت و راست بازی کا حکم دیتا ہے اسلئے معاملات خواہ افراد کے درمیان ہو یا قوموں اور ریاستوں کے درمیان تعلقات میں دیانت و راست بازی کا اصول ہی دوستی اور امن کو فروغ دیتا ہے۔ دھوکہ و فریب اور جھوٹ ایسے معاملے ہیں۔ جن کی بنیاد نفرت پر ہے اور نفرت بنی نوع انسان کی تعمیر کے بجائے تباہی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ تعلقات صاف، واضح اور اصول پسندی پر مستحکم ہونا چاہئے۔ جدید عہد کی ڈپلومیسی فریب اور دھوکہ کہ پالیسی نے انسانیت کیلئے جو مصائب پیدا

کئے اور جو تباہیاں لائی ہیں وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔

۵) اسلام عہد و پیماں کے احترام کا حکم دیتا ہے اور اگر فریقین کے درمیان پانے والا عہد نامہ یا معاہدہ کسی وجہ سے توڑنا ناگزیر ہو جائے تو حکم دیتا ہے کہ عہد نامہ توڑنے کا باقاعدہ اعلان کیا جائے اسلئے کہ اعلان کے بغیر عہد نامہ کی شرائط کی خلاف ورزی کرنا ''اخلاقی'' ہی نہیں بلکہ ''قانونی جرم'' بھی ہوتا ہے۔ جبکہ عہد جدید کی سیاسی پیچیدگیوں نے ایسی ہی ڈپلومیسی کو اپنا کر، انسانیت کو بے شمار دکھ سہنے پر مجبور کیا ہے پہلے تو مخصوص مقاصد کے تحت معاہدے کئے جاتے ہیں اور ان کے پردے میں انتہائی درجہ کی مکاری، فریب اور دھوکہ سے اپنے مفادات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ فریق مخالف کے کچھ مسائل کو ہوادی جاتی ہے جب حالات بگڑ جاتے ہیں تو ان سے خود فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

۶) اگر کوئی قوم یا ریاست زیادتی کی مرتکب ہو تو اس کے ساتھ جواب میں اتنی ہی زیادتی کی جائے۔ جتنی اس نے کی ہے گویا ان ہدایات سے یہ واضح ہوتا کہ اسلام عام حالات میں کسی ریاست یا قوم کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ دوسروں کے خلاف جارحیت کی مرتکب ہو اور محض اپنے مفادات کے حصول کیلئے دوسروں پر زیادتی کرے تاہم اگر کوئی قوم و ریاست اسی اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی ایسا اقدام کرتی ہے کہ جو دوسروں کے خلاف جارحیت کا ارتکاب ہو تو مظلوم قوم یا ریاست کو اس کے خلاف دفاعی قوت استعمال کرنے کا حق ہے لیکن دفاعی قوت اپنے تحفظ اور جارح کی زیادتی کو روکنے کیلئے استعمال کیا جائے اور اس کے ساتھ جنگ اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک وہ جارحیت سے باز نہ آجائے۔

۷) جب ایک ہی وقت میں دو یا دو سے زیادہ ریاستی کسی تنازعہ کے باعث آپس میں جنگ شروع کر دیتی ہیں تو وہ قوم یا ریاست جن کا اس تنازعہ یا فریقین میں سے کسی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ وہ جنگ میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیتی ہے اور ایسی صورت میں حربی ریاستوں کی طرف سے کوئی ایسا اقدام جس سے غیر جانبداری ریاست بھی جنگ کی لپیٹ میں آجائے یا اس کے افراد، جائیداد و علاقہ متاثر ہونے لگیں اصولی اور قانونی طور پر غلط ہوتا ہے۔ اسلام حکم دیتا ہے کہ جنگ میں غیر جانب دار رہنے والوں کے علاقائی اقتدار یہ اعلیٰ کا احترام کیا جائے۔ ان کے افراد جائیداد کو تحفظ دیا جائے اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جس سے اس کی غیر جانبداری خطرے میں پڑ جائے۔ اسلئے اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی میں اس اصول پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے کہ غیر جانبداری کا احترام کیا جائے۔

شریعت کی روشنی میں جو بنیادی اصول وضع ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کسی علاقہ میں محض مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی حکومت اسلامی شریعت کے مطابق قائم ہونا لازمی

ہے۔

البتہ اسلامی قانون کا مطالعہ کرنے سے یہ مسئلہ یوں حل ہوتا ہے کہ اسلامی قانون مسلمانوں کے درمیان تعلقات کے اصول متعین کرتا ہے چنانچہ عہد جدید کی مسلمان ریاستوں کے درمیان تعلقات کیلئے شریعت میں الگ قواعد نہ ہونے کے باوجود بھی ہم ان کے درمیان معاملات کے اصول ان بنیادوں پر متعین کرسکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا تعین کرنے کیلئے شریعت اسلامی فراہم کرتا ہے اسلامی قانون کے تحت تمام مسلمان بلاتمیز رنگ ونسل، زبان، علاقہ یا قوم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ظاہر ہے اس اصول کی روشنی میں عہد جدید کی اسلامی ریاستوں کے درمیان عقائد و مقصد کی وحدت پروگرام کی وحدت اور دوسرے یکساں معاملات کے باعث ایک طرح کا قریبی اور نا قابل تقسیم تعلق پایا جاتا ہے اور محض مسلمان ہونے کی بناء پر پاکستانی، ایرانی، مصری، عربی، سوڈانی، افغانی وغیرہ اور دوسرے الگ الگ قوموں ریاستوں میں تقسیم ہونے کے باوجود بھی ایک قریبی رشتہ میں منسلک ہیں۔ اسلامی ریاستوں کے درمیان تعلقات کسی عام سیاسی یا معاشی مفاد کی بنیاد پر نہیں بلکہ ''مذہبی'' بنا پر قائم رہتے ہیں اس لئے یہ اصول ان کی خارجہ پالیسی میں شامل ہے ان کے درمیان تعلقات کا سب سے بڑا معاہدہ ''اسلام'' ہے۔ ۶

## مکتوبات نبوی ﷺ سفارتکاری کا ذریعہ ہیں:

مکتوبات نبوی ان تمام خطوط اور معاہدوں کا مجموعہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے ہمسایہ ممالک کے حکمرانوں اور عرب کے قبائلی سرداروں کے نام ہجرت کے بعد تحریر فرمائے۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کے خطوط طوالت بیان، عبارت آرائی و تکلیف و تصنع اور لفظ بیان کی نمائش کے بجائے سادگی، حقیقت پسندی، بے تکلفی اور اختصار طرز نمایاں ہے۔ ان میں پیغمبرانہ امانت و صداقت کے انتہائی عزم و یقین کے ساتھ حق کی دعوت ہے۔ مکتوبات نبوی ﷺ کے ایک ایک لفظ سے مخاطب کیلئے دردمندی اور خیر اندیشی کے دلی جذبات مترشح ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانے کے کے انقلابات اور لیل ونہار کی ہزاروں گردشوں کے باوجود ان میں آج بھی وہی نور ہدایت اپنی پوری تابناکی اور رعنائی کے ساتھ جلوہ آراء ہے جس نے چودہ سو سال پہلے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کردیا تھا۔

مکتوبات نبوی ﷺ میں جن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے وہ چار مشہور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے تھے۔

۱) مشرکین عرب ۲) عیسائی ۳) یہودی ۴) زرتشتی (مجوسی)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مکتوب گرامی اہل سندھ کی جانب بھی ارسال فرمایا تھا جو نتیجہ خیز ثابت ہوا اور سندھ کے کچھ لوگ مشرف با اسلام ہو کر بارگاہِ نبوت ﷺ میں حاضر ہوئے۔

فرامینِ رسالت ﷺ عموماً حسبِ ذیل اجزاء پر کسی پر مشتمل ہے:

۱) شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

۲) بحیثیت مرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی مع ضروری حفاظت اور کوئی ایسا لفظ جن سے من جانب کا مفہوم ادا ہوتا ہو۔

۳) مکتوب الھیہ کا نام مع لقب۔

۴) امن وسلامتی کا مفہوم ادا کرنے والد فقرہ۔

۵) نامہ مبارک کا مضمون مختصر، پرزور اور شستہ الفاظ میں۔

۶) آخر میں مہر رسالت ﷺ۔

لہذا خطوطِ انسانی سیرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں آنحضرت ﷺ کی حیات مقدسہ پر جس قدر سید حاصل کتابیں لکھی گئی ہیں بلکہ مبالغہ کسی دوسرے انسان کے حالات پر آج تک تصنیف نہیں کی گئیں چنانچہ ذاتِ اقدس کا ایک ایک واقعہ آفتاب عالم تاب کی طرح روشنی اور آپ ﷺ کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق دنیا کے سامنے کھلا ہوا ہے۔

صحابہ اکرام میں مکتوبات نبوی کو سب سے پہلے حضرت عمرو بن حزم انصاری ؓ نے جمع کیا تھا۔ یہ مجموعہ ۲۱ مکاتیب گرامی پر مشتمل تھا۔مکتوبات نبوی ﷺ میں لطافت ہے۔ ایجاز و اختصار ہے، انس و محبت کی فضا ہے۔ ان میں عام انسانی جذبے کو متاثر کرنے کے جملہ عناصر موجود ہیں۔ جملے عموماً چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہو۔ خطوط کے الفاظ نہایت معنی خیز ہوتے ہیں۔ یہ اس عظیم اور انقلاب آفریں شخصیت کی تحریریں ہیں جن نے پوری دنیا کے فکروغور کے زاویہ بدل دیئے تھے۔ جس نے عرب جیسی پیماندہ قوم کو سارے جہاں کی قیادت بخش دی تھی۔ اس نے ایک دین عطا کیا۔ ایک طرز حیات سکھایا، ایک نئی سیاست اور تہذیب دی نیا نظام عدالت بخشا، ایک صحت مند حکمت اور سرگرم عملِ دانش عنایت کی۔ ایسے ضوابط دیئے جو پوری دنیا میں انسانوں کے ایک عظیم گروہ کا چودہ سو سال سے ہر مشکل اور تاریخ کے ہر موڑ پر ساتھ دیتے رہے ہیں ان خطوط میں تبلیغی جذبہ کا سامان بھی ہے اور تزکیہ باطن اور اصلاح نفس کیلئے رہنمائی بھی موجود ہے۔ اسطرح یہ خطوط انفرادی واجتماعی دونوں لحاظ سے اپنے اندر بڑی اہمیت اور ہمہ گیر افادیت رکھتے ہیں اور نسل

انسانی کے ہر فردِ بشر کیلئے مشعل راہ اور شمع ہدایت ہے۔ ےے

حضور اکم ﷺ نے صلح حدیبیہ سے اپنی وفات تک کے عرصہ میں قبائل کے شیوخ، علاقائی افسروں، ہمسایہ حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں کے نام جو خطوط روانہ فرمائے تھے۔ ان کی تعداد دو دھائی سو کے قریب ہوگی ان خطوط میں ''نجاشی'' شاہ حبش ''ہرقل شہنشاہ'' روم ''خسرو پریز'' شہنشاہ فارس مقوقس والی مصر کے خطوط کا تذکرہ اسلامی تاریخوں میں عام طور سے ہوتا رہا ہے۔ مگر جن خطوط کا ذکر تاریخ و آثار میں محفوظ ہے ان میں سے بہت کم ہیں جن کے مضمون نقل کئے گئے ہیں اور چند ہی ایسے خط ہیں جن کے اصل نسخے دستیاب ہو سکے۔ جن خطوط کے مضامین کو مورخین نے نقل کئے ہیں ان میں سے بہت زیادہ تو نہیں تھوڑا بہت فرق ضرور ہے اور جو اصل نسخے دستیاب ہوئے ہیں ان کے تراجیم میں بھی فرق ہو گیا ہے۔

مکاتیب نبوی ﷺ کے اصل نسخوں کی دریافت اور ان کی نقول کے موازنہ وتسوید کے لئے مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ (پیرس) نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے کام کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے خطوط میں آپ کی اسم مبارک کی جو مہر ثبت ہے وہ ہر مسودہ میں ایک ہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جن لوگوں کے نام خطوط بھیجے ان میں سے چند ہی خطوط کے متن دریافت ہو سکے ہیں ان دریافت شدہ متون تاریخوں میں سے ان لوگوں کے نام مل جاتے ہیں جنھیں یہ خطوط بھیجے گئے تھے۔ تاریخوں میں لئے جانے والے سفیروں کے نام بھی محفوظ ہیں۔ مخاطبین اور ان کے سفیروں کے ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۸

☆ سفیران محمد ﷺ:

ہادیِ اسلام علیہ الصلوٰۃ السلام نے لوگوں کو دعوتِ دین دی تو ابنائے وطن نے معاندانہ دشمنی اختیار کی اور اس قدر مودبانہ حربے استعمال کئے کہ بعض جان نثاردانِ سیدِ عالم نے جان تک قربان کردی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ ﷺ مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو امن وآشتی اور اطمینان وعافیت کا دور شروع ہوا۔

چنانچہ آپ ﷺ نے سلاطین عالم اور روسائے عرب کو دعوت دین مبین دینے کا ارادہ فرمایا اور صحابہ اکرام کو جمع کر کے ایک مختصر خطبہ میں فرمایا:

> ''اے لوگو! خدا نے مجھ کو دنیا کیلئے رحمت اور رسول بنا کر بھیجا ہے دیکھو عیسیٰ کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا جاؤ میری طرف سے پیغامِ حق ادا کرو'' ۹

صحابہ اکرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ اگر مکاتیب یا دعوت ناموں پر ''مہر'' نہ ہو تو سلاطین و

رؤساء نہ انھیں معتبر سمجھتے ہیں اور نہ پڑھتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک سادہ سی مہر جو انگوٹھی کی صورت میں بنوائی گئی۔ جس پر صرف تین لفظ کندہ تھے۔ سب سے نیچے ''محمد'' اس سے اوپر ''رسول'' اور سب سے اوپر ''اللہ''۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں یہی مہر ''نامہ ہائے مبارک'' پر لگتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس رہی پھر حضرت عمر فاروقؓ اور پھر حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ سے یہ ایک کنویں میں گر گئی۔ اس کو تلاش کیا گیا مگر کوئی سراغ نہ مل سکا۔

تاریخی شہادت کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ان دعوت اسلام اور تبلیغی خطوط کا سلسلہ محرم ۷ھ تا ۱۰ھ کے آخر تک جاری رہا اور روایت سے بھی ظاہر ہے کہ سلسلہ مراسلت آپ ﷺ کے وصال تک جاری رہا۔ ان خطوط کو لے جانے کیلئے جن سفیروں کو مقرر کیا گیا تھا وہ اس ملک کی زبان سے واقفت رکھتے تھے اور ان ممالک کا دورہ بھی کر چکے تھے۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ | شہنشاہ حبش | نجاشی اصحم بن ابجر |
| ۲۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبیؓ | قیصر روم | ہرقل اعظم |
| | روم پاپائے اعظم | پاپائے روم ضغاطر |
| ۳۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ السہمیؓ | شہنشاہ ایران | کسریٰ خسرو پرویز |
| ۴۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ | شہنشاہ مصر | مقوقس |
| ۵۔ حضرت شجاع بن وہب الاسدیؓ | امیر دمشق | حارث ابی ثمر الغسانی |
| ۶۔ حضرت سلیط بن عمرو العامریؓ | رئیس یمامہ | ہودہ علی الحنفی |
| ۷۔ حضرت عمرو بن العاصؓ | والی عمان | جیفر وعبد بنی الجلندی |
| | | عبد ابن الجلندی |
| ۸۔ حضرت علاء ابن الحضرمیؓ | امیر بحرین | منزر بن ساوی العبدی |
| ۹۔ حضرت مہاجر بن ابی امیہ مخزومی | رئیس یمن | الحارث بن عبد کلال |
| ۱۰۔ حضرت ابو موسیٰ الشعریؓ | | زبیدہ عدن |
| ۱۱۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی الیمانیؓ | یمن | ذوالعلاع حمیری اور ذوعمر |
| ۱۲۔ حضرت عیاش ابن ابی ربیعہ مخزومیؓ | یمن | حارث، مسروح نعیم، عبد کلال |
| ۱۳۔ حضرت مسعود بن سعدؓ | معان گورنر اردن | فروہ بن عمرو الجزامی |
| ۱۴۔ حضرت معاذ بن جبلؓ | یمن | |

۱۵۔حضرت عمرو بن مسعود ثقفیؓ
۱۶۔حضرت دہرہ بن محضؓ
۱۷۔حضرت خبیب بن زید بن عاصمؓ
۱۸۔حضرت رافع بن مکیثؓ
۱۹۔حضرت ضحاک بن سفیانؓ
۲۰۔حضرت عبداللہ بن لبیہؓ
۲۱۔حضرت عینہ بن حسنین فزائیؓ
۲۲۔حضرت بشر بن سفیان کعبیؓ

چنانچہ اعلان وفا داری و محبت کرنے کیلئے مدینہ میں جوق در جوق وفود عرب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا اور یہ وفود اتنی کثرت سے مدینہ آئے کہ اس مناسبت سے ارباب سید نے اس سال کو سال ''عام الوفود'' اور ''سنۃ الوفود'' سے نام سے موصوم کیا۔

بعض رؤسائے قبائل بارگاہِ نبوت میں آ کر مسلمان ہو جاتے تھے اور کچھ روز یہاں قیام کر کے اپنے اپنے قبائل میں دعوت اسلام کے غرض سے واپس جاتے تھے۔

(۱) ہلال بن امیہ (۲) امیر بصریٰ (۳) آکیدر حاکم دومتہ الجندل (۴) قبیلہ بن کلب اور اس کے سر دار اصبغ بن عمرو (۵) ذوکلاح اور ذو عمرو کے قبیلے کے خاندان (۶) حکمرانانِ حمیر کے افراد و خاندان (۷) سرداران حضرموت (۸) سردار آزد (۹) البخت سردار ہجر (۱۰) بنی حارثہ (۱۱) بنی عذرہ (۱۲) شاہ سادہ (۱۳) امرائے بنی اوائل (۱۴) بنی زبیر (۱۵) قبیلہ دوس (۱۶) ثقیف (۱۷) ہمدان (۱۸) بنو سعد (۱۹) اطراف نجد (۲۰) قبیلہ طے (۲۱) ابنائے فارس (۲۲) فدک (۲۳) اطراف مکہ (۲۴) ہرمزان ایران کا سپہ سالار (۲۵) تہوذہ بن علی گورنر یمامہ کے نام (۲۶) یہود خیبر کے نام (۲۷) بدیل بن ورقا کے نام (۲۸) خالد بن ضماد الازدی (۲۹) سردار اسبخت بن عبداللہ مرزبان ہجر (۳۰) بنو عبداللہ (۳۱) سردار مطرف بن کاہن الباہلی (۳۲) رفاعہ بن زید جذامی (۳۳) سردار بن عقبہ (۳۴) یوحنا کیلئے فرمانِ امن (۳۵) اہل مقنا (۳۶) اہل اذرح (۳۷) تمیم الداری (۳۸) قبیلہ لخم (۳۹) بنی البکا (۴۰) بنی عقیل (۴۱) قبیلہ بارق (۴۲) زرعہ ذی یزن (۴۳) عمرو بن حزم انصاری گورنر یمن (۴۴) مسلمہ کذاب (۴۵) یزید بن المحجل حارثی (۴۶) بنی معاویہ بن جرول (۴۷) جن کے نام (۴۸) ضمیرہ لیثی (۴۹) بنی نہد (۵۰) قبیلہ کلب (۵۱) مہری بن الابیض (۵۲) بنی زہیر (۵۳) قبیلہ خثعم (۵۴) زمل بن عمر العذری (۵۵) زبیر بن عوام (۵۶) عوسجہ بن حرملہ

جہینی (۵۷) بنی الحارث (۵۸) سعد بن سفیان (۵۹) عتبہ بن فرقد (۶۰) بلال بن حارث المزنی۔۱۰

شہنشاہ فارس خسرو پرویز وغیرہ کے نام ختم خدا کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے کیونکہ فارس کے زرتشتیوں کے یہاں بیزوان و اہرمن یعنی خیروشر کے دو خداؤں کا عقیدہ موجود تھا اس لئے انہیں یہ بتانے کی ضرورت تھی کہ خدا ایک ہے صرف وہی عبادت کے لائق ہے پھر صاف لفظوں میں اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے اور اقوام عالم کی جانب اپنے مبعوث ہونے کا اعلان کیا گیا ہے تا کہ زرتشتیوں کو جو نبوت کے مفہوم سے نا آشنا تھے یہ خیال نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف عربوں کی اصلاح کے لئے معامور ہوئے ہیں اس کی تردید کر کے بتایا گیا ہے کہ آپ تمام اقوام کے لئے خدا کے بھیجے ہوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

بت پرست مشرکین عرب کی خطوط میں بھی خدا کی توحید پر خاص زور دیا گیا ہے اور غیر خدا کی عبادت سے روکا گیا ہے۔یہود کے نام نامہ مبارک میں توریت کے حوالے سے اپنی نبوت پر استدلال کیا گیا ہے تمام مکتوبات گرامی میں جو چیز قدر مشترک ہے وہ توحید ربانی، اسلام کی دعوت اور دینی احکام و مسائل ہیں۔

حبش، عرب کے جنوب میں مشرقی افریقہ میں واقع ہے حبش عربی نام ہے یونانی میں اسے ایتھوپیا (ETHIOPIA) کہتے ہیں۔ دنیا کے موجودہ نقشے میں یہ اے، بی، سینیا کے نام سے موجود ہے۔حبشی زبان میں بادشاہ کو نجوس (NEGUS) کہتے ہیں نجاشی اسی نجوس کا معرب ہے حبش اور اسلام کے تعلقات بہت قدیم ہیں۔آغازِ اسلام میں مہاجرین صحابہؓ کا اولین قافلہ اسی ملک میں پناہ گزین ہوا تھا۔

حبشہ کے شاہ نجاشی کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ۷ ھجری میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری لے کر گئے۔ نجاشی، جس کا نام اصحم بن ابجر تھا، عیسائیوں کے اس فرقے کے خیالات کا حامی تھا، جو یونانی کلیسا کے برخلاف تثلیث کا قائل نہیں تھا اور طبع واحدہ کا عقیدہ رکھتا تھا۔ اس کی رعایا اور اس کے درباریوں میں بھی ایک گروہ اس عقیدے کا قائل تھا۔ دوسرا گروہ تثلیث کا قائل تھا، جسے رومی کلیسا اور رومی شہنشاہ کی حمایت حاصل تھی۔ اس کے دربار میں چند بت پرست بھی تھے۔طبع واحدہ کے قائل اور تثلیث کا عقیدہ رکھنے والے فرقوں کے درمیان اس مسئلے پر شاہی دربار میں اور عام مجلسوں میں مناظرے ہوتے رہتے تھے۔ اس طرح کی بحثیں اور فرقہ وارانہ نزاعات اس وقت تمام مسیحی ملکوں میں عام تھے چوں کہ نجاشی تثلیث کے برخلاف طبع واحدہ کا قائل تھا اسی لیے اسے اسلام کی دعوت توحید نے متاثر کیا۔ پھر وہ گزشتہ نو دس سال سے حبشہ کے مسلمان مہاجروں کی سیرت و کردار کو دیکھ رہا تھا، کہ وہ کس

درجہ خدا ترس نیک کردار لوگ ہیں۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ جس رسول ﷺ کے پیرو ہیں وہ بلاشبہ سچے رسول ﷺ ہیں۔

اصحمہ نے عمرو بن امیہ کے ہاتھ سے وہ خط لیا، تعظیماً کھڑا ہو گیا اور نامہ مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور ترجمان سے خط کا مضمون پڑھوا کر سنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف نجاشی اصحم بادشاہ حبش کا نام۔ تم سلامت رہو خدا کی تعریف تمھیں لکھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ، مقدس، سلامتی والا، امن دہندہ اور سلامت رکھنے والا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، جن کو پاک مریم کی طرف ڈالا گیا جو برائی سے محفوظ تھیں۔ اللہ نے ان (عیسیٰ) کو اپنی روح اور پھونک سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا۔ میں تم کو اسی خدائے وحدہ، لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تم میری اتباع کرو، کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں میں تم کو اور تمھارے لشکروں کو خدائے عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔'' میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ پہنچا دینے میں تمھاری خیر خواہی کی ہے۔ میری ہمدرانہ نصیحت کو قبول کرنا تمھارا کام ہے۔ میں تمھاری رعایا کو بھی یہی دعوت دیتا ہوں۔ اس پر سلامتی جو راہِ راست پر چلے۔'' ۱۱

چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کی سیاسی قوتوں کے دو بڑے مرکز تھے جزیرہ نمائے عرب کے مشرق میں خلیج فارس کے ساحل پر ایرانی حکومت قائم تھی اس کا رقبہ فرغانہ وافغانستان سے لے کر یمن تک پھیلا ہوتھا۔ یہ اس وقت ایشیا کی سب سے بڑی سلطنت اور ایک عظیم الشان تہذیب کا گہوارہ تھی اور مغرب میں بحرہ احمر کے کناروں سے لے کر بحرہ اسود تک وہ سلطنت پھیلی ہوئی تھی جو تاریخ میں روم (بازنطین) کے نام سے مشہور ہے دونوں حکومتوں کی سرحدیں عرب کے شمال میں عراق کے مشہور دریاؤں دجلہ وفرات پر آکر ملتی تھیں۔ یہ اپنے زمانے کی طاقت ورترین سلطنتیں تھیں۔ اور اپنے جاہ و جلال اور قوت وسطوت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے زیادہ پرشوکت وعظمت حکومتیں سمجھی جاتی تھیں۔

روم اس زمانہ میں اٹلی کے دار اسلطنت کا نام ہے، عرب بازنطین (BYZANTIBE) کو روم کے نام سے موسوم کرتے تھے چوتھی صدی عیسوی کے اوائل میں بازنطین کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کے مشرقی علاقے میں جو ایشیائے کوچک، مصر، شام اور فلسطین وغیرہ ممالک پر مشتمل تھا کونسٹنٹائن نے ۳۲۶ء میں آبنائے باسفورس کے کنارے پر ایک شہر آباد کیا جس کا نام کونسٹنٹائن (CONSTANTINE) رکھا جو اب قسطنطنیہ یا استنبول کہلاتا ہے۔ مغربی حصے کا دار السلطنت بدستور روم رہا۔ اسلامی تاریخوں میں روم سے مراد رومی شہنشائیت کا مشرقی حصہ ہے۔ روم کا شہنشاہ قیصر کہلاتا تھا۔ (CAESAR) ۱۲

سیرت عمرؓ میں علامہ ابن جوزیؒ نے جو تاریخ اسلام کے بہت مشہور محقق اور نقاد ہیں، حضرت وحیہؓ کی سفارت روم کے سلسلے میں قیصر روم کے محل میں انبیاء علیہم السلام کی ۳۱۳ شبیہوں کے موجود ہونے کا ایک عجیب اور دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت وحیہؓ کا بیان ہے کہ جب قیصر روم نے اپنی قوم کے عمائد کو اسلام سے متنفر پایا تو مجلس برخاست کر دی اور دوسرے روز مجھے ایک عالی شان محل میں بلایا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کمرے میں چاروں طرف ۳۱۳ تصویریں لگی ہوئی ہیں، قیصر نے مجھے مخاطب کر کے کہا یہ کل تصویریں جو تم دیکھتے ہو نبیوں اور پیغمبروں کی ہیں، کیا تم بتلا سکتے ہوں کہ ان میں تمہارے نبی کی کون سی تصویر ہے؟ میں نے بغور دیکھ کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہے۔ قیصر نے کہا کہ بے شک یہی آخری نبی کی تصویر ہے۔ قیصر نے پھر دریافت کیا کہ اس تصویر کی داہنی جانب کی تصویر کو بھی پہچان سکتے ہو، یہ کس کی ہے؟ میں نے بتلایا کی یہ نبی آخرالزماں کے ایک صحابی ابو بکر صدیقؓ کی تصویر ہے قیصر نے پھر پوچھا اور یہ بائیں طرف تصویر کس کی ہے؟ میں نے کہا یہ ان کے دوسرے صحابی عمر فاروقؓ ہیں۔ قیصر یہ سن کر کہنے لگا کہ طوریت کی پیشن گوئی کے مطابق یہی دو شخص ہیں جن کے ہاتھوں سے تمہارے دین کی ترقی اوج کمال کو پہنچے گی۔ حضرت وحیہ فرماتے ہیں کہ ''میں جب سفارت کو انجام دے کر بارگاہ میں حاضر ہوا تو یہ تمام واقعہ آپ کو سنایا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیصر نے سچ کہا، واقعی اسلام کی ترقی ان ہی دو شخصوں کے ہاتھوں کمال تک پہنچے گی۔

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت وحیہؓ کو قیصر کے پاس روانہ فرمایا تھا تو ساتھ ہی روم کے پاپائے اعظم ضغاطر کے نام بھی ایک مکتوب ہدایت ارسال فرمایا تھا اس میں تحریر تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔سلام اس پر جو خدا پر ایمان لایا، میں اس عقیدے پر ہوں کہ (حضرت) عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں! خدا نے ان کو پاک دامن مریم پر القا کیا۔ میں خدا پر اور اس کی ان تمام کتابوں پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہوں، جو مجھ پر نازل ہوئیں اور جو (حضرت) ابراہیم و اسماعیل و اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد پر اتاری گئیں اور اسی طرح ان پر بھی میرا ایمان ہے جو (حضرت) موسیٰ وعیسیٰ اور دیگر انبیاء کو ان کے رب کی جانب سے دی گئی ہیں! ہم ایمان و اعتقاد میں کسی ایسے نبی کے تعلیم کرنے میں بھی باہمی فرق نہیں کرتے، ہم مسلمان (یعنی تعلیم کرنے والے) ہیں۔سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ پاپائے اعظم نے فرمانِ رسالت کو دیکھ کر سرور کائنات ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی اور کہا کہ ''بے شک یہ نبی برحق ہیں''۔ ۱۳

فارس بھی قدیم ترین شہنشاہیت کا گہوارہ تھا، فارس وسطِ ایشیاء کا عظیم تاریخی ملک ہے اس کی حدود سلطنت ایک طرف سندھ تک پھیلی ہوئی تھیں اور دوسری جانب عراق اور عرب کے اکثر حصے میں،

بحرین اور عمان بھی فارس کے زیر اقتدار تھے، یہ ایشیا کی عظیم الشان سلطنت تھی اور شان وشوکت میں دنیا کی ساری حکومتوں سے بازی لے گئی تھی، روم و فارس کی سلطنتوں پر صدیاں گزر چکی تھیں۔ اس لئے وہ ساری خرابیاں جو امتداد سلطنت کا لازمی نتیجہ ہیں۔

۶۲۸ء میں بارگاہ رسالت کے سفیر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ جب فارس پہنچے تو خسرو نینوی میں مقیم تھا، اور قیصر روم سے جنگ کی تیاری کر رہا تھا۔ فارس کے معمول کے مطابق بڑے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ خسرو تخت سلطنت پر متمکن تھا۔ حضرت عبداللہ بن حزافہؓ نے نامہ مبارک شہنشاہ فارس کے سامنے پیش کر دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ دو خداؤں کے بجائے ایک ہی ذات کو خالق خیر وشر ماننا چاہئے۔ اگر آپ توحید خداوندی کو تسلیم کرلیں گے تو آپ کے اوپر امن وسلامتی کا دروازہ کھل جائے گا ورنہ آپ اپنے ساتھ اپنی قوم کی گمراہی کے بھی ذمہ دار ہوں گے۔ خسرو پرویز نے ترجمان کو بلا کر پڑھنے کا حکم دیا۔ فرمان رسالت میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسری شاہ فارس کے نام جو ہدایت کی پیروی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اس پر سلام ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا جو اکیلا اور لاشریک ہے، کوئی معبود نہیں، اور محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ﷺ ہے! خدا نے مجھے تمام دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تا کہ ہر زندہ انسان کو خدا کا خوف دلاؤں، اسلام قبول کر لیجئے اور محفوظ ہو جایئے، اگر آپ نے انکار کیا تو تمام مجوسی (زرتشتی) کا گناہ بھی آپ کے ذمہ ہوگا۔

فارس کا دستور یہ تھا کہ بادشاہوں کو خطوط لکھے جاتے تھے ان میں سب سے اوپر بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔ فرمان رسالت کو خدا کے نام سے شروع کیا گیا تھا، پھر خود حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی تھا۔ خسرو نے طیش میں آ کر مکتوب نبوی کو چاک کر دیا اور غضب ناک لہجے میں گرجا:

> ”ہمارے غلام کو یہ جرات کہ ہمارے نام اس طرح خط لکھے یمن کے گورنر کو حکم دیا جائے کہ اس کو پکڑ کر ہمارے دربار میں بھیج دے“۔

نامہ مبارک کے چاک کر دینے کے۔ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کر دیا۔

سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح کسریٰ کی حکومت چاک ہو جائے گی۔

صحیح بخاری کتاب العلم میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے:

**فلما قراہ الزقہ** پس (کسریٰ نے) پڑھ کر چاک کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے سنا تو فرمایا: **ان یمر فوا کل ممزق**

چنانچہ چند ہی سال کے بعد عہد فاروق میں ہزاروں برس کی اس عظیم الشان سلطنت کے

پرزے اڑ گئے۔ ۱۴۱

براعظم افریقہ کے شمال میں مصر کا ایک ملک تاریخ کے ابتدائی زمانے سے تہذیب وتمدن اور خاص سیاسی عظمت کا مالک رہا ہے۔ بعثت نبوی کے وقت مصر میں دو قومیں آباد تھی ایک قبطی جو اصل باشندے تھے اور دوسرے رومی بیذنطینی جنہوں نے مصر کو اپنے نو آبادی بنا رکھا تھا مقوقس (MUQAWQIS) جو بیذنطینی سلطلت کی جانب سے مصر کا نائب السلطنت تھا اپنے مذہب کا بہت بڑا عالم تھا مصر کا مشہور تاریخی شہر اسکندریہ اس کا دارلسلطنت تھا مصر عہد قدیم سے مشرق اور مغرب کے درمیان تجارتی تہذیبی اور علمی روابط کا ذریعہ رہا ہے۔

بارگاہ رسالت سے مصر کی سفارت کے لئے حاطب بن ابی بلتعہ مامور ہوئے تھے۔ جب کہ مدینہ کے قاصد حاطبؓ بن ابی بلتعہ قدیم مصر کے قلعہ بابلیون میں داخل ہوئے اور انھوں نے حضورؐ کا نامہ مبارک عظیم القبط مقوقس کے سامنے پیش کیا۔ عمر رسیدہ یامن مصر کے قبطی باشندوں کا ہر دلعزیز پیشوا تھا۔ ان قبطیوں میں بت پرست، منکرین خدا اور دین مسیح کے پیرو، ہر طرح کے لوگ شامل تھے۔ مگر یہ سب لوگ بن یامن کو اپنا قومی راہنما مانتے تھے۔ پیروان مسیح کا تو وہ اُسقف تھا۔

بس یہی وہ زمانہ تھا جب مدینے سے آں حضرت ﷺ کا نامہ مبارک موصول ہوا، اور جس کا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ''اللہ کے بندے اور رسول ﷺ محمد کی طرف سے عظیم القبط مقوقس مصر کے نام سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں اگر تم نے اسے قبول کرلیا تو تم بھی سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ کا دوگنا اجرار زانی فرمائے گا۔ اور اگر انکار کیا تو سارے اہل قبط کے گناہ (کا وبال) تمھارے سر ہو گا۔'' اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آجاؤ جو ہم تم دونوں کے لئے یکساں تسلیم شدہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرائیں۔ اور نہ ہم میں سے کوئی انسان دوسرے انسان سے ایسا برتاؤ کرے گویا خدا کو چھوڑ کر اسے اپنا رب بنالیا ہے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو آگاہ کیا جاتا ہے کہ ہم تو بہر حال خدا کے ماننے والے ہیں (اور اس کی یکتائی کا عقیدہ رکھنے والے ہیں)۔''

بوڑھے اسقف بن یامن نے جب یہ خط سنا تو وہ بہت دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔

اس خط میں وہ گم شدہ صداقت بول رہی تھی جو مسیحی علوم کے گراں بار مذہبی صحیفوں میں دب کر رہ گئی تھی۔

جس کی بشارت خداوند کے ربیوں اور سچے مخبروں نے دی تھی یہ ایک نبی اور رسول ہی کی پکار ہے۔ تو کیا میرے پاس ابن ابی بلتعہ کو بھیجے والا اللہ کا سچا رسول ہے؟ مگر وہ یروشلم کے بجائے مکہ میں

کیسے پیدا ہو گیا؟ عظیم القبط مقوقس گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

رات ہوئی تو اس نے مدینے کے قاصد کو رازدارانہ طور پر اپنے پاس بلایا اور تخلیہ میں اس سے کہا: ''مجھے اس شخص کے متعلق بتاؤ جس نے تمھیں میرے پاس بھیجا ہے۔ خوش گفتار قاصد نے، جو مصر کی زبان بڑی روانی سے بول لیتا تھا، وہ سب کچھ بتا دیا جو مکہ اور مدینہ میں پیش آیا تھا۔ حرا کی خلوت، نزول وحی، صفا کا وعظ، قریش کی مخالفت، مکہ سے جلاوطنی اور ہجرت، پھر بدر و احد اور خندق کے معرکے، اور پھر توحید، آخرت، اخوت و مساوات کی وہ انقلاب انگیز دعوت، جس نے فکرونظر کے زاویے بدل دیے اور دلوں کی دنیا بدل دی۔

یہ سب کچھ سن کر عظیم القبط استف مصر کی شخصیت میں پوشیدہ ''بن یامن'' جاگ اٹھا اور بے اختیار بول اٹھا:

میں جانتا تھا کہ خداوند خدا کے آخری پیغمبر کو ابھی آنا ہے، مگر میرا خیال تھا کہ وہ شام میں ظہور کرے گا۔ کیوں کہ اس سے پہلے تمام پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ جہد و مصیبت کی سرزمین عرب میں ظاہر ہوا ہے۔''

وہ کچھ دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر کہنے لگا: ''مگر میرے نووارد مہمان! سنو! میری قوم کے لوگ اہل قبط اس کی حلقہ بگوشی میں میرا ساتھ نہیں دیں گے۔ اے ابن ابی بلتعہ! میں اپنی آنکھوں سے کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں کہ تمھارے پیغمبر ﷺ کا اس ملک پر غلبہ ہو جائے گا۔ اس کے ساتھی ہمارے ان میدانوں میں، جرنیل سے گھرے ہوئے ہیں اتریں گے اور ان چھا جائیں گے۔''

اس گفتگو کے بعد جب حاطب ؓ رخصت ہونے لگے، دوسرے دن بابلیون کے دربار میں رات والا بن یامن نہیں، دن والا عظیم القبط مقوقس مصر مدینے سے آئے ہوئے خط کا جواب اپنے عربی ترجمان کو لکھوا رہا تھا: عبداللہ کے بیٹے محمد ﷺ کے نام عظیم القبط مقوقس کا سلام۔ میں نے آپ کا خط پڑھا اور جو کچھ آپ نے اس میں تحریر فرمایا ہے، اور جس بات کی طرف دعوت دی ہے اسے سمجھا۔ میں جانتا تھا کہ ایک پیغمبر کو ابھی آنا ہے۔ مگر میرا خیال تھا وہ شام میں ظہور کرے گا۔ میں نے آپ کے قاصد کا احترام کیا ہے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں دو لڑکیاں، جو قطبیوں میں بڑے درجے اور حیثیت کی مالک ہیں، بھیج رہا ہوں، اور سواری کے لئے ایک خچر ہدیہ میں پیش کر رہا ہوں۔ ان دو لڑکیوں میں سے ایک ماریہ قبطیہ جو کہ نبی ﷺ کے نکاح میں آئی اور دوسری سرین حضرت حسان ؓ کو عطا ہوئی۔ [15]

## ☆ اختتامیہ

غرض مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے کہ تدبر، مشاورت، عدل، دل نوازی، دل سوزی، سادگی،

خدمت، ہمدردی اور ہر دلعزیزی کہ وہ اصول و پیمانے حضور اکرم ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ سے ہمیں عطا کئے ہیں جو سربراہان ملت وحکومت کیلئے رہتی دنیا تک سرچشمہ ہدایت رہیں گے۔

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ

## حواشی وحوالہ جات:

۱۔ ماہانہ اظہار، حکیم محمد سعید، شعبہ مطبوعات سندھ، ۱۹۸۵، کراچی، ص ۷۵، ۴۷

۲۔ ماہانہ اظہار، شبیر حسین، شعبہ مطبوعات سندھ، ۱۹۸۵، کراچی، ص ۴۵، ☆ رسول کے مکتوبات معاہدات، سید محبوب رضوی، علمی مرکز ادارہ تاریخ، یو۔پی ن، د، دہلی، ص ۵۴، ☆ تاریخ طبری ج: ۳، ن،د، ☆ طبقات ابن سعد ج: ۳، ن،د، ☆ نقوش رسول نمبر ض: ۷ ، محمد طفیل، ادارہ فروغ اردو، ۱۹۸۴، لاہور،

۲_A سورۃ توبہ آیت نمبر ۷

۲_B سورۃ انفال آیت نمبر ۷۲

۲_C سورۃ النحل آیت نمبر ۹۴

۲_D سورۃ المائدہ آیت نمبر ۸

۲_E سورۃ النساء، آیات ۸۹_۹۰

۲_F سورۃ انفال آیت نمبر ۶۱

۲_G سورۃ القصص آیت ۸۳

۲_H سورۃ الممتحنہ، آیت ۸

۲_i سورۃ الرحمن آیت نمبر ۶۰

۲_J سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۹۴

۳۔ اسلام کا نظام حکومت، مولانا حامد الانصاری غازی، الفیصل ناسران وتاجران کتب، ن،د، لاہور ۳۵۴،۳۵۶

۴۔ اسلامی ریاست وحکومت، سورۃ توبہ آیت نمبر ۷، سورۃ الانفال آیت ۷۲، سورۃ النحل آیت ۹۴، سورۃ المائدہ آیت نمبر ۸، سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۱، سورۃ القصص آیت نمبر ۸۳، سورۃ ممتحنہ آیت نمبر ۸۱، سورۃ الرحمن آیت نمبر ۸۰، سورۃ البقرہ آیت ۱۹۴، محمد عبدالرشید، علمی کتاب گھر، ن،د، کراچی، ص ۲۲۳ تا ۲۲۰

۵۔ نقوش رسول نمبر ج:۹، محمد طفیل، ادارہ فروغ اردو، ۱۹۸۴، لاہور، ص۳۵۱ تا ۳۴۹

۶۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، اردو اکیڈمی، ۱۹۷۸، کراچی، ص۲۶۱ تا ۲۵۴، ☆ اسلام کا جمہوری نظام، ڈاکٹر سید علی اسلم، علمی کتاب گھر، ن،د، کراچی، ص۳۱۸ تا ۳۱۳

۷۔ اسلامی ریاست وحکومت، محمد عبدالرشید، علمی کتاب گھر، ن،د، کراچی، ص۴۳۸ تا ۴۳۳

۸۔ مکتوبات نبوی، سید محبوب رضوہ، تاج پبلشرز، دسمبر، ۱۹۷۷، دہلی، ص ۴۸ تا ۴۰، ☆ رسول اللہ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد اللہ، ن،د، ص ۱۰۸ تا ۱۰۶، ☆ الوثاق السایسیہ، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ن،د،

۹۔ مطالعہ نقوش سیرت، محمد خالد اسمٰعیل، طاہر سنز، ن،د، ص:۲۰۶ تا ۲۰۵، ☆ ماہنامہ اظہار ج: ۲ شمارہ ۷۔۸، شبیر حسین ناظم، شعبہ مطلوبات، محکمہ، ۱۹۸۰، کراچی، ص ۴۵ تا ۵۱، ☆ رسول رحمت، مولانا ابوالکلام آزاد، ن،د، ☆ غلام رسول مہر، شیخ علی اہنڈ سنز، اطلاعات سندھ، جنوری، فروری، ن،د، ص: ۳۹۷ تا ۳۹۸، ☆ طبقات ابن سعد ج: ۲، محمد بن سعد، نفیس اکیڈمی، حیدرآباد، پشاور، کراچی، ص ۳۵ تا ۲۹، ☆ اخبار النبی ﷺ، ترجمہ علامہ عبداللہ العمادی، ن،د، ☆ سیرۃ النبی ﷺ ج :۱، علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، ن،د، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص: ۳۸۴، ۳۸۵، ☆ رسول اکرم ﷺ کی حکمت، سید اسد گیلانی انقلاب، ادارہ ترجمان، ۱۹۸۱، لاہور، ص ۲۶۳

۱۰۔ سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر، محمد فاروق، برادارن پبلشرز، نومبر، ۱۹۷۳، کراچی، ص ۹۰ تا ۷۸

۱۱۔ رسول رحمت سیرت طیبہ پر ترتیب، مولانا ابوکلام آزاد غلام رسول مہر، شیخ غلام اینڈ سنز، ن،د، کراچی، لاہور، حیدرآباد، پشاور، ص ۳۷۸، ۳۷۶

۱۲۔ مکتوبات نبوی، سید محبوب رضوی، تاج پبلشر، ۱۹۶۷، دہلی، ص۶۱، ۶۶، ۷، ۴۷، ۱۴۷ تا ۵ ۱۲، ۳۰۴ تا ۱۷۵، ☆ سیرت النبی ج: ۲، علامہ شبلی نعمانی، ادارہ اسلامیات، ۱۹۲۸، کراچی، ص۳۸۶ تا ۳۷۵، ۳۹۳، ۳۹۶، ☆ رسول رحمت، مولانا ابو الکلام آزاد غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ص۳۹۸ تا ۳۷۵، ☆ مطالعہ نقوش سیرت، محمد خالد اسمٰعیل، طاہر سنز جون، ۲۰۰۰، کراچی، ص۲۰۸ تا ۲۰۰،

۱۳۔ رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ن،د، کراچی، ص ۱۱۶ تا ۱۰۹، ۱۶۷ تا ۱۲۳، ☆ رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات و معاہدات، سید محبوب رضوی، علمی مرکز ادارہ تاریخ، یو۔پی ن،د، دہلی، ص ۶۲ تا ۵۵، ☆ تاریخ طبری ج ۳، ن،د، ص ۸۹،

☆طبقات ابن سعد ج ۳، ن،د، ص ۱۵، ۲۴ تا ۴۹، ☆رسول رحمت، ابوالکلام آزاد، شیخ غلام اینڈ سنز، ن،د، کراچی، ص: ۳۹۰ تا ۳۸۵، ☆اصح السیر، ن،د، ص ۴۳۸ تا ۴۳۶، ☆مطالعہ نقوش، محمد خالد اسمعیل، طاہر سنز، ۱۹۸۰، کراچی، ص ۲۰۲۔۲۰۱۔

۱۴۔ رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد حمیداللہ، ن،د، کراچی، ص ۲۰۷ تا ۱۵۴، ☆رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات و معاہدات، سید محبوب رضوی، ن،د، ص ۷۵ تا ۶۳، ☆رسول رحمت سیرت طیبہ پر، مولانا ابوالکلام آزاد غلام رسول مہر، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ن،د، کراچی، ص ۳۹۲ تا ۳۹۱، ☆ طبقات ابن سعد ج: ۲، ن،د، ص: ۶۴ تا ۶۹، ☆ اصح السیر، ن،د، ص ۴۴۵ تا ۴۳۳، ☆مطالعہ نقوش سیرت، محمد خالد اسمعیل، طاہر سنز، ۱۹۸۰، کراچی، ص ۲۰۳، ۲۰۲

۱۵۔ رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات ومعاہدات، سید محبوب رضوی، ن،د، ص ۷۸ تا ۷۶، ☆ تاریخ طبری، ن،د، ص: ۸۸، ☆طبقات ابن سعد ج ۳، ن،د، ص: ۲۸، ۲۴ تا ۲۹

۱۶۔ رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات و معاہدات، سید محبوب رضوی، علمی مرکز ادارہ تاریخ، یوپی، دہلی، ص: ۴۰۳ تا ۸۰، ☆مطالعہ نقوش، محمد خالد اسمعیل، طاہر سنز، ۱۹۸۰، کراچی، ص ۲۰۴، ۲۰۳، ☆ تاریخ طبری ج ۳، ن،د، ص: ۹۰، ☆رسول رحمت، ابوالکلام آزاد، ن،د، ☆غلام رسول مہر، شیخ علی اہنڈ سنز، اطلاعات سندھ، ن،د، ص: ۳۹۴ تا ۳۹۲، ☆طبقات ابن سعد ج ۳، محمد بن سعد ترجمہ، علامہ عبداللہ العماوی کراچی، ن،د، ص ۱۶، ۶۴ تا ۲۹

۱۷۔ رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات و معاہدات، سید محبوب رضوی، ن،د، ص: ۸۹ تا ۸۵، ☆رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ن،د، ص: ۲۰۹ تا ۲۰۴، ☆طبقات ابن سعد، محمد بن اسد، نفیس اکیڈمی، ن،د، کراچی، ص: ۲۴ تا ۶۹، ☆اصح السیر مولانا ابوالرکات عبدالرؤف، نور محمد، دکار خانہ، تجارت کتب، ن،د، کراچی، ص: ۴۴۳ تا ۴۴۰، ☆مطالعہ نقوش سیرت، ن،د، کراچی، ص: ۶۰۵، ۶۰۴، ☆عہد نبوی کی اسلامی ریاست، عبدالمتعال الصعدی، شیخ محمد احمد پانی پتی، ادارہ فروغ، ۱۹۲۰، لاہور، ص: ۳۲۱، ۲۸۳

✿